حضرت سید احمد شہیدؒ کی تحریک کا اثر - اردو ادب پر

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی

حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت مذہبی و تاریخی دونوں حیثیتوں سے اس آخری دور میں عوام وخواص کی مرکز توجہ رہی ہے۔ اردو زبان میں سید شہیدؒ پر جو کام ہوا ہے، وہ بھی محتاج بیان نہیں، سوانح نگاروں نے ان کی زندگی کے کم وبیش سب ہی گوشوں سے بحث کی ہے، پھر بھی ان کی زندگی کے کچھ گوشے محتاج تحقیق ہیں۔ حضرت سید شہیدؒ کی زندگی کے ایسے پہلوؤں پر روشنی ڈالنا جن پر اب تک پردہ پڑا ہوا ہے، یا ان کی زندگی کے ایسے گوشے سے بحث کرنا جس کے متعلق عوام میں کوئی غلط فہمی پائی جاتی ہے، اہل علم کا اہم فریضہ ہے، ہم نے رسالہ "الرحیم" ماہ اگست ۱۹۶۵ء میں موصوف کی زندگی کے ایسے ہی ایک پہلو پر جس کا عنوان تھا "سید احمد شہید کا فقہی مسلک" گفتگو کی تھی جس سے ارباب تذکرہ نے بحث ہی نہیں کی اور جن سوانح نگاروں نے اس مسئلے پر کچھ خامہ فرمائی کی ہے، اس سے سید شہیدؒ کے مسلک کو دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں، اسی طرح سید شہید کی زندگی کا ایک اور پہلو بھی ابھی تک سوانح نگاروں کی نظر سے اوجھل رہا ہے اور وہ اردو زبان میں ان کی تصانیف اور انداز نگارش کا باب ہے۔

اس موضوع پر بحث سے قبل یہاں اس حقیقت کا اظہار کچھ بے جا نہ ہوگا کہ اردو زبان کو ادب اردو کے جو تاریخ نگار ملے ان کا زاویہ نگاہ جائز ادب کے سلسلہ میں زیادہ وسیع نہیں رہا، انہوں نے بہت نثر نگاروں کو جن پر ادب کے بجائے علم و معرفت کا زیادہ غلبہ تھا اور جو ادیب وشاعر کی حیثیت سے نہیں بلکہ عالم، صوفی و مصلح کی حیثیت سے زیادہ متعارف رہے ہیں، یکسر نظر انداز کر دیا، یہی وجہ ہے کہ ان پر آج تک پردہ پڑا ہوا ہے۔

یہ نقطہ نگاہ کہ ادب کا دائرہ حسن وعشق کی داستان تک محدود ہے، اصولی طور پر غلط ہے، کیونکہ علوم وفنون سے زبان کو آشنا شاعر وادیب نہیں کرتا، فن کار وماہر کرتا ہے، ادیب زبان کو نکھارتا سنوارتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے، لہٰذا یہ کہنا بجا ہے کہ جس طرح ایک شاعر وادیب کا زبان کی ترقی وترویج میں حصہ ہوتا ہے، اسی طرح ایک فلسفی، حکیم اور صوفی کا بھی

حصہ کچھ کم نہیں ہوتا، یہ بھی زبان کو نئے نئے الفاظ سے روشناس کرتا ہے اور نئے نئے اسلوب بیان سے آراستہ کرتا ہے، زبان کو وسعت صوفیہ کے حلقوں اور حکماء کی مجلسوں میں نصیب ہوئی ہے۔ اس لئے زبان کی ترقی کا جائزہ لیتے وقت ان اہل علم کو جن کی بدولت زبان اردو کو ترقی واشاعت نصیب ہوئی ہے، نظر انداز کرنا سخت غلطی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان بزرگوں کی خدمات کو سراہنا اور ان کے کارناموں پر سیر حاصل تبصرہ کرنا ہمارے یہاں کے تاریخ نگاروں کا اولین فرض تھا، لیکن تاریخ ادب اردو کے جس تاریخ نگار نے زبان و ادب کا اس وسعت نظر سے مطالعہ کیا اور ادب اردو کا صاف دلی سے جائزہ لیا، اردو کی خوش قسمتی اور ہماری بدقسمتی سے ایک مستشرق ''گارساں دتاسی'' ہے اس نے اس اہم پہلو کو نظر انداز نہیں کیا بلکہ ایسے بزرگوں کی خدمت کو بہت سراہا اور اس نے سید شہیدؒ کی انقلاب آفریں تحریک کی ان علمی اور عملی خدمات کو جو اس نے ترویج و اشاعت اردو کے سلسلہ میں شعوری یا غیر شعوری طور پر انجام دی ہیں، خصوصیت سے ذکر کیا ہے، وہ لکھتا ہے:

''اگرچہ ہندوستان میں شیعوں کی تعداد بہت ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کو مذہبی تصانیف زیادہ تر سنیوں ہی کی لکھی ہوئی ہیں، تاہم بعض کتابیں شیعوں کی تصنیف سے بھی ہیں، لیکن ان میں عجیب تصانیف ان مسلمان فرقوں کی ہیں جو ہندوستان ہی سے مخصوص ہیں، مثلاً ''سید احمد یوں'' یا'' ہندوستانی وہابیوں'' اور'' روشنائیوں'' کی تصانیف اور ان کی تردیدی کتابیں۔''(۱)

مستشرق موصوف کے بعد ہندوستان کے ادب اردو کے تاریخ نگاروں نے اس طرف التفات کیا لیکن وہ مستشرق ''گارسان دتاسی'' ہی کی صدائے بازگشت ہے، چنانچہ'' رام بابو سکسینہ'' لکھتے ہیں:

'' مولوی اسماعیل صاحب کا مشہور رسالہ'' تقویۃ الایمان'' اور نیز دیگر مریدان مولوی سید احمد کی تصانیف، مثلاً '' ترغیب جہاد''، '' ہدایۃ المومنین''، ''نصیحۃ المومنین'' (المسلمین)، '' موضح الکبائر والبدعات''، ''مأتہ مسائل'' وغیرہ ان سب سے زبان اردو کو بھی ضرور تقویت پہنچی۔''(۲)

موصوف ایک اور مقام پر رقم طراز ہیں:

''ایک بہت بڑی تحریک جو ہر چند ادبی نوعیت نہیں رکھتی، مگر اس سے بلاشبہ نثر اردو کو بہت فائدہ پہنچا اور اس کی تقویت کا باعث ہوئی، مولوی سید احمد بریلوی اور ان کے بزرگ استادوں کے زمانے میں اشاعت مذہب وہابیت کی صورت میں رونما ہوئی، جس کی وجہ سے تبلیغ دین کی غرض سے مختلف کتب ورسائل عوام الناس کے فائدے کے واسطے صاف اور سہل زبان میں لکھے گئے یہ خیال بڑا زور پکڑتا اور قوت حاصل کرتا گیا۔''(۳)

تاریخ ادب اردو کا مرتب'' رام بابو سکسینہ'' حضرت سید شہیدؒ کی فصاحت لسانی کی داد یوں دیتا ہے:

(سید صاحبؒ) چونکہ بڑے قابل اور فصیح شخص تھے، لہٰذا ان کی تقریریں اور وعظ سن کر لوگ بکثرت ان کے مرید ہو گئے تھے۔" (۴)

ڈاکٹر محی الدین قادری زور اردو کے اسالیب بیان میں رقمطراز ہیں:

"اسی زمانہ میں ایک مذہبی تحریک پیدا ہوئی تھی جس نے اردو کے اسلوب بیان کی درستی میں بے حد مدد دی، اس کے بانی غیر مقلد مولوی سید احمدؒ (۵) تھے، اکثر جگہ اور خاص طور پر مشرقی ممالک کا ایک عام قاعدہ ہے کہ ادبی مرقومات کا سب سے پہلا اور خاص موضوع مذہب ہوتا ہے، چنانچہ سید احمد کی تحریک پر تنقید اور بحث مباحثہ کا ایک طوفان اٹھا اور اس کی وجہ سے اردو نویسوں کے ہاتھ خیالات اور حالات کا ایک کثیر مواد آ گیا۔

مولوی سید احمد صاحبؒ کے پرجوش شاگرد سید عبداللہ نے ان کی ایک فارسی تصنیف "تنبیہ الغافلین" کا اردو میں ترجمہ کیا اور اسے ۱۸۳۰ء میں شائع کیا۔ حاجی اسماعیل شہیدؒ نے "تقویت الایمان" لکھی اس کے بعد غیر مقلدوں کی طرف سے اور بہت سی کتابیں لکھی اور تصنیف کی گئیں جن میں "ترغیب جہاد" اور "ہدایت المومنین" قابل ذکر ہیں۔"

اب ہمیں یہ کہنے میں ذرا باک نہیں کہ سید شہیدؒ کا نام اردو زبان کے محسنین میں اس حیثیت سے ہمیشہ یادگار رہے گا کہ انہوں نے "صراط مستقیم" کے بعد اظہار مدعا کے لئے جو زبان استعمال کی وہ اردو تھی، انہوں نے عوام و خواص کی اصلاح کے لئے سہل اور عام فہم اردو میں رسالے لکھنے کی داغ بیل ڈالی اور پھر اسی روش پر ان کے خلفاء اور ارادت مندوں نے جیسے مولانا شاہ شہید، مولانا خرم علی بلہوری، مولانا اولاد حسن قنوجی اور مولانا کرامت علی جونپوری وغیرہ نے تقویۃ الایمان، نصیحۃ المسلمین، راہ سنت و مثنوی سم الروافض اور قوت الایمان وغیرہ لکھیں جن میں سے بعض کتابیں ہمیشہ زندہ رہیں گی کیونکہ مذہبی خیالات اور اصولی عقائد کو عام فہم اور دلنشین بنانے کے لئے ان سے بہتر و سلیس اردو کا نمونہ اس سے پہلے اردو ادب میں کہیں اور نہیں ملتا، اس امر میں بھی بلا شبہ ان بزرگوں میں اولیت کا شرف سید شہیدؒ ہی کو حاصل ہے۔

تقویت الایمان کو اپنی لسانی خصوصیات کی بنا پر اردو زبان کی ابتدائی تالیفات میں جو مقام حاصل ہے، اس کا ذکر اردو ادب کے سب ہی تاریخ نگاروں نے کیا ہے لیکن (۶) حیرت ہے کہ خود سید شہید کی اس اردو تصنیف "حقیقۃ الصلوٰۃ" پر کسی کی نگاہ نہیں گئی، بعض اردو کے اداشناسوں کے مطالعہ میں یہ کتاب آئی بھی تو اس کا ذکر موقعہ پر ان سے رہ گیا۔

عجیب اتفاق ہے اردو زبان میں سید شہیدؒ کے پہلے تذکرہ نگار سر سید احمد خان اس غلطی کا شکار ہوئے۔ انہوں نے آثار الصنادید میں سید شہیدؒ کا تذکرہ بڑی عقیدت و وارفتگی سے کیا ہے، با ایں ہمہ ان کی تصانیف کی طرف اشارہ تک نہیں کیا ہے، سر سیدؒ کے مطالعہ حقیقت الصلوٰۃ کا ثبوت ان کے مکاتیب کے مطالعہ سے ہوتا ہے، وہ ایک مکتوب میں جو امام

شاہجہانی مسجد دہلی، سید محمد بخاری المتوفی ۱۸۹۹ء کے نام ہے، رقمطراز ہیں:

"برادر صاحب شفیق وعنایت فرمائے من!

آپ کا عنایت نامہ پہنچا جس سے نہایت خوشی ہوئی، مطبع مجتبائی دہلی میں قدوری چھاپہ ہوئی تھی اگر وہاں دستیاب ہو تو نسخے اس چھاپہ کے خرید کر میرے پاس روانہ فرمائیں اور قیمت سے اطلاع دیں۔ دو رسالے مسمی راہ نجات وحقیقۃ الصلوٰۃ مدت ہوئی کہ میں نے دیکھے تھے اور میں خیال کرتا ہوں دونوں رسالے اردو زبان میں مولوی رفیع الدین یا مولوی عبدالقادر صاحب کی تصنیف تھے، بالفعل جو رسالے از نام راہ نجات وحقیقۃ الصلوٰۃ متعدد چھاپہ خانوں میں چھپے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ وہ دونوں رسالے آیا در حقیقت مولوی رفیع الدین صاحب یا مولوی عبدالقادر صاحب کی تصنیف سے تھے یا مجھے غلط خیالی ہے اور اگر تھے تو وہی ہیں جو چھاپہ ہوئے ہیں یا اور کوئی ہیں۔"

خاکسار سید احمد

۱۳۱ اکتوبر ۱۸۸۷ء

بابائے اردو مولوی عبدالحق مرحوم جنہیں اردو کی قدیم تصانیف سے خاص شغف تھا، انہوں نے "پرانی اردو میں قرآن مجید کے متراجم اور تفاسیر" کے عنوان سے پہلے مجموعہ تحقیقات علمیہ جامعہ عثمانیہ جلد سوم ۱۹۳۵ء میں پھر سہ ماہی رسالہ "اردو" جنوری ۱۹۳۷ء میں ایک وقیع مضمون کئی قسطوں میں لکھا تھا، جس میں زمانہ مابعد کی متعدد چھوٹی بڑی تفسیروں کا ذکر کیا، لیکن حقیقۃ الصلوٰۃ جو مختصر سادہ اور انوکھی تفسیر سورۃ فاتحہ طبع ہوئی تھی اس کا علم ان کو نہ ہو سکا ورنہ وہ اس کے خصائص لسانی پر بھی کچھ روشنی ڈالتے۔

اس موضوع پر کم وبیش تیس برس کے بعد نصیر الدین ہاشمی نے ایک مضمون بطور تکملہ جس کا عنوان "کتب خانہ آصفیہ (حیدرآباد دکن) میں اردو قرآن شریف کے ترجمہ اور تفسیریں" ہے، سہ ماہی رسالہ "اردو" جولائی ۱۹۵۴ء میں سپرد قلم کیا تھا اس میں بعض ان قدیم ترجموں اور تفسیروں کا جو بابائے اردو مولوی عبدالحق مرحوم سے رہ گئی تھیں، تعارف کرایا ہے، اس میں موصوف نے سید شہیدؒ کی تفسیر سورۂ فاتحہ کا ذکر کیا ہے لیکن سید احمد شہیدؒ جیسی تاریخی شخصیت اور شہرۂ آفاق ہستی سے ان کی ناواقفیت بھی حیرت انگیز ہے۔

وہ فرماتے ہیں:

"تفسیر سورۂ فاتحہ نمبر (۲-۸۷) سائز (۹×۶) صفحہ (۵۰) سطر (۱۱) مصنف سید احمد، تاریخ تصنیف قبل ۱۲۳۷ھ مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے (حیرت ہے کہ مدیر رسالہ اردو نے بھی اس پر کچھ نہیں لکھا) سر سید احمد خان نہیں بلکہ کوئی اور سید احمد ہیں جو صوفی تھے اور لوگوں کو مرید کرتے تھے، یہ سورۂ فاتحہ کی تفسیر

ہے اس میں صراحت کے ساتھ اس سورۃ کے فوائد وغیرہ لکھے گئے ہیں، کتب خانہ کے نسخہ میں جو آخری عبادت درج ہے اس سے مصنف وغیرہ کی وضاحت ہوتی ہے، آغاز اور خاتمہ کی عبارت حسب ذیل ہے:

''الٰہی شکر تیرے احسان کا کہ تو نے ہمارے دل کو روشن اور زبان کو گویا کیا اور ایسے نبی مقبول کو خلق اللہ کی ہدایت کے واسطے بھیجا کہ جس کی ادنیٰ شفاعت سے دونوں جہان کی نعمت پاویں اور اس کی رہنمائی سے عرفان کی لذت اٹھاویں۔''

خاتمہ:...... الحمدللہ کہ تفسیر الحمدللہ کی ہندی زبان میں جو حضرت رئیس المومنین امام العارفین سید المرسلین قدوۃ السالکین پیر و مرشد حضرت سید احمد صاحب نے کی، نفع پہنچائے ہم کو اور سب مسلمان بھائیوں کو ان کی بقا سے اور زائد کرے؟ فیض اور ارشادات کا، آپ اپنی زبان فیض ترجمان فرما کے جامع علوم ظاہری و باطنی جناب مولوی عبدالحئی صاحب تحریر کروائے...... ''جمادی الآخر کی بائیسویں تاریخ ۱۲۳۷ھ میں......''

سید شہید رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح نگاروں نے اس پر کچھ نہیں لکھا، چنانچہ اس کا ذکر نہ مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے سیرت ''سید احمد شہید'' میں کیا اور نہ مولانا غلام رسول مہر نے ''سید احمد شہیدؒ'' میں اس پر کچھ روشنی ڈالی، مولانا مہر نے اپنی اس کتاب میں تصانیف کے زیر عنوان جو کچھ سپرد قلم کیا ہے وہ ہدیۂ ناظرین ہے۔

تصانیف:...... سید صاحب کی بعض تصانیف بھی ہیں، مثلاً صراط مستقیم اس کی عبارتیں اگرچہ مولانا شاہ اسماعیل اور مولانا عبدالحق کی ہیں لیکن مطالب تمام تر سید صاحب کے ہیں، ان کے علاوہ تین رسالوں کا مجھے علم ہو سکا۔

(۱) تنبیہ الغافلین:...... یہ فارسی میں لکھا گیا تھا، میرے علم کے مطابق ایک مرتبہ چھپا، اس کے ساتھ مولانا ولایت علی کا رسالہ عمل بالحدیث چھپا تھا، اس کا اردو ترجمہ ایک مرتبہ پہلے چھپا تھا، دوسری مرتبہ حال میں چھپا ہے۔

(۲) رسالہ در نماز و عبادات:...... یہ میرے علم کے مطابق کبھی نہیں چھپا، میں نے اس کا قلمی نسخہ کتب خانہ ٹونک کے ایک مجموعہ میں دیکھا تھا۔

(۳) رسالہ در نکاح بیوگان:...... یہ غالباً اس زمانہ میں لکھا گیا تھا جب سید صاحبؒ نے نکاح بیوگان کی سنت کے احیاء کی غرض سے اپنی بیوہ بھاوج سے نکاح کیا تھا، یہ بھی فارسی میں ہے اور اب تک نہیں چھپا۔ (۷)

سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی اردو تصانیف کا باب اگرچہ بہت زیادہ وسیع نہیں، دو ہی رسالے ان سے یادگار ہیں، ایک حقیقۃ الصلوٰۃ اور دوسرے تفسیر سورۂ فاتحہ، یہ دونوں رسالے سید احمد شہیدؒ کی زندگی میں ایک مرتبہ زیور طبع سے آراستہ ہو چکے تھے، جیسا کہ رسالہ مذکورہ تمۃ الطبع کی مندرجہ ذیل عبارت سے ثابت ہے:

''الحمدللہ کہ تفسیر الحمدللہ کہ ہندی زبان میں جو حضرت رئیس المومنین امام العارفین سید المسلمین، قدوۃ السالکین پیر و مرشد حضرت سید احمد صاحب نے نفع پہنچائے، ہم کو اور سب مسلمانوں کو ان کی بقا سے

اور زائد کرے فیض اور ارشاد ان کا، آپ نے اپنی زبان فیض و ہدایت ترجمان سے فرما کے جامع علوم ظاہری و باطنی جناب مولانا عبدالحی صاحب دام فیضہ سے تحریر کروائی اور حقیقت صلوٰۃ کی جو بیان نماز پنجگانہ ہے اور کئی فائدوں کے ساتھ جسے ایک فاضل کامل نے حضرت پیرو مرشد کے مریدوں میں سے حضرت کی زبان اقدس سے سن کر ہندی زبان میں لکھا ہے۔ اہتمام عامی پیر خان اور وارث علی کے جناب مولوی محمد علی صاحب کی تصحیح سے مولوی بدر علی صاحب کے چھاپے خانے میں خاص و عام کے فائدے کے لئے چھاپا۔ اگر عالی ہمت کسی مقام پر عبارت محاورے کے مخالف پاویں تو زبان طعنے کی دراز نہ کریں، کیونکہ مقصود چھاپنے سے محض خیر خواہی جماعت مسلمین کی اور بہتری خواص و عوام مومنین کی ہے، نہ آرائش الفاظ کی، لہٰذا جو قلمی مولوی صاحب ممدوح کا تھا اگرچہ بعض مقام پر خلاف محاورہ ہووے بعینہ جمادی الآخر کی بائیسویں تاریخ ۱۲۳۷ھ میں علیٰ ہاجرہا الصلوٰۃ والسلام طبع ہوا۔" (۸)

پھر اٹھارہ انیس برس کے بعد یہ دونوں رسالے محمد مصطفیٰ خان بن محمد روشن خان حنفی المتوفی ۱۲۶۹ھ نے مطبع مصطفائی لکھنو سے ۱۲۵۵ھ میں چھاپ کر شائع کیے، مطبع مصطفائی کا نسخہ متوسط تقطیع کے ۴۰ صفحات پر مشتمل ہے جس کے ابتدائی ۲۵ صفحات پر حقیقۃ الصلوٰۃ اور ۳۹ صفحات تک سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہے، خاتمہ کتاب میں جو عبارت ہے اس میں بھی طبع کلکتہ کی نقل کا حوالہ دیا گیا ہے، وہ عبارت ہدیۂ ناظرین ہے:

"الحمدللہ کہ چند نکتہ تفسیر سورۂ فاتحہ کی ہندی زبان میں جو حضرت رئیس المومنین، امام العارفین، قدوۃ السالکین، سید احمد شہید قدس سرہ نے آپ اپنی زبان ہدایت ترجمان سے ارشاد فرما کے جامع علوم ظاہری و باطنی جناب مولانا عبدالحئی مغفور سے تحریر کروائے تھے اور واسطے فیض عام رسانی کے یہ رسالہ کلکتہ میں سیسہ کے حرفوں سے ۱۲۳۷ھ میں چھاپہ گیا تھا، در ینولا اوسی رسالہ کی نقل مصطفےٰ خاں لکھنوی ساکن محمود نگر نے بیچ مہینہ صفر ۱۲۵۵ھ کے مطبع مصطفائی میں چھاپے، حق تعالیٰ حقیقت نماز کے موافق اپنی رضا ہر بندہ مسلمان کو نصیب کرے۔"

حوالہ جات

(۱)...... خطبات گارسان دتاسی، ص:۱۶۸، ۱۶۹۔ (۲)...... تاریخ ادب، اردو ترجمہ مرزا محمد عسکری، باب ۱۵، ص ۳۵ (۳،۴)...... ایضاً ص ۳۴۔ (۵)...... ڈاکٹر زور مرحوم کا سید شہید کو غیر مقلد لکھنا، سید شہید کے متعلق کس قدر غیر تحقیقی بات ہے، اس کے متعلق دیکھیے: "سید احمد شہید کا فقہی مسلک" الرحیم، ماہ اگست ۱۹۶۵ء۔ (۶)...... آب حیات از محمد حسین آزاد، ص:۲۶، گل رعنا از مولانا عبد الحئی لکھنوی، ص:۳۸، داستان تاریخ اردو از حامد حسن قادری، ص:۱۶۵، سیر المصنفین، ص:۱۱۰۔ (۷)...... ملاحظہ ہو: سید احمد شہیدؒ: ۲/۷۹-۴۷۔ (۸)...... حقیقۃ الصلاۃ، ص:۴۵...........☆☆